

(35)

نفس کے جہاد کے تقاضے اعمالِ صالحہ کی بجا آوری اور لغویات سے اجتناب

خطبہ جمعہ فرمودہ 9 ستمبر 2005ء بمقام مسجد نصرت جہاں۔ کوپن ہیگن (ڈنمارک)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت کی:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ
الْأَلِيمِ ۝ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۗ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(الصَّف: 12، 11)

پھر فرمایا:-

آپ میں سے جو یہاں اس ملک میں آباد ہیں، بہت سے ایسے ہیں بلکہ شاید چند ایک کے سوا اکثریت ایسوں کی ہے جن کے باپ دادا کو، بزرگوں کو، اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کی نیکیوں کے سبب، ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ انبیاء پر ایمان اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفر کی حالت میں بھی کی گئی نیکیوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور ان کا بدلہ دیتا ہے۔

کہتے ہیں ایک بوڑھا جو آگ کو پوجنے والا تھا، شدید بارش کے دنوں میں ایک دفعہ جبکہ

کئی دن سے بارش پڑ رہی تھی، ہر طرف پانی ہی پانی کھڑا تھا، پرندوں کو دانہ کھانے کے لئے کوئی جگہ میسر نہیں تھی۔ تو وہ بوڑھا آتش پرست اپنے گھر کی چھت پہ کھڑا پرندوں کو دانہ ڈال رہا تھا، دانہ پھینک رہا تھا کہ پرندے آ کے کھالیں۔ کسی نے دیکھ کر کہا کہ تم آتش پرست ہو، تمہیں اس کا کیا ثواب ملے گا، اگر مسلمان ہوتے تو اس نیکی کا ثواب بھی تمہیں ملتا۔ اس آتش پرست نے، آگ کو پوجنے والے نے کہا کہ ثواب تم نے تو نہیں دینا، تمہیں کیا پتہ خدا میرے ساتھ کیا سلوک کرے، کیونکہ ہر مذہب والے کے دل میں فطرتی طور پر خدا کا تصور بہر حال ہوتا ہے۔ پھر ایک دفعہ یہی مسلمان جس نے اس آتش پرست کو یہ بات کہی تھی، حج کرنے گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ آتش پرست بھی وہاں حج کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا تم یہاں کس طرح آگئے؟ تو اس آتش پرست نے جواب دیا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اگر یہ میری نیکی ہے تو اس کا اجر مجھے ضرور ملے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی صورت میں اس کا اجر مجھے دیا اور آج میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج بھی کر رہا ہوں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ پس جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی توفیق ملی، آپ سے براہ راست فیض پانے کی توفیق ملی اور یوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق عمل کر کے پہلوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ملنے کی توفیق پائی اور اس طرح صحابہ کا درجہ پایا۔ پس یقیناً ان میں نیکی تھی، ان میں اسلام کی گرتی ہوئی حالت دیکھ کر ایک فکر کی کیفیت تھی۔ ان میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی ایک تڑپ تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیوں اور ان کی اس تڑپ کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے، آپ پر ایمان لانے اور پھر اس ایمان پر مضبوط ہوتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائی۔

پھر خلافت اولیٰ اور خلافت ثانیہ کے ابتدائی زمانے میں آپ سے بعض کے باپ دادا نے، بزرگوں نے بیعت کی، احمدیت قبول کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو احمدیت قبول کرنے کی

توفیق عطا فرمائی۔ پس ان بزرگوں نے ان نیکیوں کا صلہ پایا جو انہوں نے پہلے کبھی کی تھیں۔ اور یقیناً انہوں نے یہ دعائیں بھی کی ہوں گی کہ ان کی اولادیں بھی اس نعمت سے فیضیاب ہوتی رہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپ کے ماننے والوں کی معاشی حالت اتنی اچھی نہیں تھی بلکہ اکثریت معاشی لحاظ سے، مالی لحاظ سے کمزور طبقے سے آئے ہوؤں کی تھی۔ اور انبیاء کو عموماً معاشی لحاظ سے کمزور لوگ ہی مانتے ہیں۔ کیونکہ عموماً ان میں خوف خدا زیادہ ہوتا ہے۔ بہر حال بات ہو رہی تھی ان پہلے ایمان لانے والوں کی جن کی آپ میں سے اکثریت اولادیں ہیں۔ آج ان مغربی ملکوں میں آ کر آپ کے معاشی حالات پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں۔ لیکن ان معاشی حالات کی بہتری یا آپ کے کاروباروں یا کام میں زیادتی آپ کو ان نیکیوں سے دور نہ لے جائے جن کی وجہ سے آپ کے بزرگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق ملی۔

وہ بزرگ تو نیکیوں پر قدم مارتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، نیک اعمال بجالاتے ہوئے اور دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ لیکن اب آگے ہمارا، ان کی اولادوں کا، فرض بنتا ہے کہ ان کی نیکیوں کو قائم کرنے کی ہر دم کوشش کریں، ہر وقت کوشش کریں۔ ان بزرگوں کی قربانیوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ آج ہمارے معاشی حالات کی بہتری اور بعض سہولتیں اور آسائشیں ہمیں اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کر دیں۔ اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جائے تو پھر شیطان کے قبضے میں چلا جاتا ہے، بہت سی برائیوں میں ملوث ہو جاتا ہے اور ہوش اس وقت آتا ہے جب انتہائی ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوتے ہیں۔ اولاد برباد ہو رہی ہوتی ہے۔ اس وقت خیال آتا ہے کہ ہم سے بڑی غلطی ہوئی۔ ہم دنیا داری میں پڑ کر دین کو بھول گئے، اپنے خدا کو بھول گئے۔ اس کے حضور جھکنے کی بجائے ہم نے اپنے کاموں، اپنے کاروباروں، اپنی نوکریوں کو زیادہ اہمیت دی۔ لیکن جب یہ حالت ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں کفِ افسوس ملنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، پھر

افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ہمیں قرآن کریم میں بے شمار جگہ اپنی ایمانی حالت کو درست کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اس کے لئے مختلف راستے دکھائے ہیں کہ کس کس طرح تم اپنی ایمانی حالت کو درست رکھ سکتے ہو۔ اور نتیجہ آگ کے عذاب سے بچ سکتے ہو۔

جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں دو باتوں کا ذکر ہے۔ ایمان لانے والوں کو فرمایا کہ: ایمان لانے کے بعد تمہاری یہ حالت نہ ہو جائے کہ پھر تم آگ کے گڑھے میں چلے جاؤ۔ اور اس سے بچنے کے لئے فرمایا کہ: جو تجارت تمہیں آگ کے عذاب سے بچانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوگی اس کے بارے میں میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔ وہ تجارت ہے جان اور مال اللہ کی راہ میں قربان کرنا، جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری بھی دی کہ تم مسیح و مہدی کو مان کر، اس پر ایمان لا کر پہلوں سے مل سکتے ہو۔ صحابہ سے مل سکتے ہو۔ تو صحابہ کے مال و جان کی قربانی کے معیار بہت بلند تھے ان پر بھی تو قدم مارنا ہوگا۔ اس زمانے میں جس صورت میں ہمیں پہلوں سے ملنے کی خوشخبری دی ہے وہاں ایسی صورت میں کھیل کود اور تجارت کا ذکر کر کے نصیحت بھی کی ہے کہ اللہ کے پاس جو فوائد ہیں، ایمانی حالت میں ترقی کر کے جو فوائد تمہیں پہنچیں گے وہ کھیل کود اور دنیاوی کاموں سے بہت بڑے ہیں۔ اس زمانے میں کھیل کود کی بھی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ اگر کھیل کے میدان میں نہ بھی جائیں تو گھر بیٹھے ہی کمپیوٹر کے اوپر، ٹیلی ویژن کے اوپر، یا اور اس طرح کی چیزیں ہیں، ایسی دلچسپی کی چیزیں ہیں جو اسی زمرے میں آتی ہیں، جن میں آدمی ایک دفعہ لگ جائے تو اٹھنے کودل ہی نہیں چاہتا۔ بعض کمپیوٹر والوں کو تو ایک طرح کا نشہ ہے۔ جب آدمی اس پر بیٹھا ہو تو بھول جاتا ہے کہ نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے یا نہیں، جمعہ پر بھی جانا ہے کہ نہیں۔ پھر تجارتیں ہیں، کام ہیں، نوکریاں ہیں جیسا کہ میں نے کہا، یہ چیزیں بھی نمازوں سے، جمعوں سے، عبادتوں سے، غافل کرنے والی ہیں اور آہستہ آہستہ جب انسان ان میں بہت زیادہ انوالو (Involve) ہو جاتا ہے تو پھر ایمان بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اگر انسان ایک جمعہ نہیں پڑھتا تو دل کا ایک حصہ سیاہ ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ جمعے چھوڑتے چلے جانے سے پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ تو جمعوں کی اہمیت، جمعہ پڑھنے کی اہمیت ہر احمدی کے دل میں ہونی چاہئے۔ اور کوئی پروگرام، کوئی کھیل کود، کوئی کام یا کاروبار جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں حائل نہیں ہونا چاہئے۔

اس دن کے بابرکت ہونے کا، دعاؤں کی قبولیت کا اندازہ آپ اس حدیث سے کر سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مسلمان کو اس میں ایسا وقت ملتا ہے اور جب وہ کھڑا ہو کے نماز پڑھ رہا ہو، تو جو دعا وہ کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ چھوٹا سا وقت ہوتا ہے، بہت مختصر وقت ہوتا ہے۔

(مسلم، کتاب الجمعة۔ باب فی الساعة التي فی يوم الجمعة)

اس لئے جو لوگ مختصر وقت کے لئے، آخری وقت میں جب خطبہ ختم ہونے والا ہو، جمعہ پڑھنے آتے ہیں کہ جلدی جلدی نماز سے فارغ ہو کر اپنے کام پر چلے جائیں گے یا اپنی کھیل کود کو چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے بے دلی سے مسجد میں آتے ہیں کہ جلدی جلدی فارغ ہو کر چلے جائیں گے۔ تو ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو خطبہ ہے یہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ اس لئے جمعہ کی نماز کی دو رکعتیں کی گئی ہیں۔ ان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت یاد رکھنی چاہئے۔ اس خوشخبری سے فائدہ اٹھانا چاہئے کہ دعاؤں کا وقت میسر آتا ہے اور کس کو دعاؤں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے جمعہ کی نماز پر بڑی توجہ سے، پابندی سے آنا چاہئے۔ اس پابندی سے آئیں گے، اس کوشش سے آئیں گے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ آپ کی دعائیں بھی قبولیت کا شرف پارہی ہوں گی۔ اور دنیاوی فوائد بھی آپ کو حاصل ہو رہے ہوں گے۔ پس ہر احمدی کو یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو فرائض اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔

آج کل نفس کا جہاد یہی ہے کہ دنیاوی فوائد بھی اگر ہو رہے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ عارضی فوائد ہیں اس لئے دین کی خاطر ان عارضی فوائد کی پرواہ نہیں کرنی۔ پھر نفس کے جہاد میں تمام قسم کی

برائیوں کو چھوڑنے کا جہاد ہے۔ حقوق العباد ادا کرنے کے لئے جہاد ہے۔ تب کہا جاسکتا ہے کہ ہم ایمان لانے والے ہیں، ہم اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں۔ عہد تو ہم یہ کرتے ہیں کہ اے مسیح موعود! (علیہ السلام) تیری جماعت میں شامل ہونے کے بعد خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے لیکن ہمارے عمل اس کے الٹ ہوں، ہماری برادریاں، ہماری رشتہ داریاں، ہماری دوستیاں، ہم پر جماعتی وقار سے زیادہ حاوی ہو جائیں، ہماری انائیں جماعتی عزت پر حاوی ہو جائیں اگر یہ باتیں ہم میں ہیں تو یہ سب دعوے اور یہ سب عہد چھوٹے ہیں۔

پس ہر احمدی گہرائی میں جا کر اپنا جائزہ لے کہ کیا وہ اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہے؟ اور فی زمانہ اپنی جان قربان کرنے کا مطلب اپنے نفس کی قربانی ہے۔ اور نفس کی قربانی جماعت کا وقار قائم کرنے کے لئے بھی دینی ہوگی۔ اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لئے بھی دینی ہوگی۔ جھوٹی اناؤں اور عزتوں کو ختم کرنے کے لئے بھی دینی ہوگی۔ پھر مال کا جہاد ہے، مالی قربانی ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ جو مالی کشائش اللہ تعالیٰ نے آپ میں پیدا کی ہے کیا اس کے مطابق چندوں کی ادائیگی کر رہے ہیں؟ دنیاوی خواہشیں تو کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ ایک کے بعد دوسری خواہش تیار ہوتی ہے۔ لیکن اگر ہر احمدی، کمانے والا احمدی، اپنے اوپر فرض کر لے کہ میری آمد کا سولہواں حصہ میرا نہیں ہے بلکہ جماعت کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر میں نے جماعت کو دینا ہے تو مجھے یقین ہے آپ کے بجٹ یہاں بھی کئی گنا بڑھ سکتے ہیں۔

الحمد للہ کہ وصیت کرنے کی تحریک کے بعد سے آپ کے موصی صاحبان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ چار گنا تقریباً۔ بارہ سے چوالیس ہو گئے ہیں۔ چھوٹی سی جماعت ہے۔ گو اتنی چھوٹی بھی نہیں۔ ابھی بہت گنجائش باقی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے یہ اضافہ بھی بالکل نوجوانوں اور عورتوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ ابھی میں نے جائزہ نہیں لیا، جب جائزہ لیا جائے گا تو پتہ لگ جائے گا کہ صورت حال کیا ہے۔ تو بڑی عمر کے اور اچھا کمانے والے جو لوگ ہیں ان کو بھی وصیت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ الحمد للہ یہ بات مجھے نظر آئی ہے کہ نوجوان بچے اور بچیاں احمدیت سے رشتے اور تعلق میں زیادہ بڑھ رہے ہیں۔ اللہ ان کے ایمان میں مزید ترقی دے لیکن بعض دفعہ بعض

بڑوں کی حرکتوں کی وجہ سے نوجوانوں کو ٹھوکر بھی لگ سکتی ہے۔ اس لئے نوجوانوں کے اس تعلق اور اخلاص میں بڑھنے کی وجہ سے جماعت کے بڑوں پر اور زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان کو اور زیادہ فکر سے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں تاکہ کبھی کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ اپنے نفس کی قربانیوں میں اور زیادہ ترقی کریں۔ اپنی مالی قربانیوں میں اور زیادہ ترقی کریں۔ اپنے بزرگوں کے نمونوں کو بھی دیکھیں، اپنے پہلے حالات پر بھی نظر رکھیں اور اپنے موجودہ حالات پر بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اور شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں اپنے پرانہ ہور ہا ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی خاطر دینے کا بھی اظہار ہور ہا ہو۔ اور ہر قسم کی قربانی میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اپنی اگلی نسل کے لئے بھی نیک نمونے قائم کریں۔ یہی باتیں ہیں جو آپ کے ایمان میں ترقی کا بھی باعث بنیں گی اور احمدیت کی نوجوان نسل کے جماعت کے ساتھ بہتر تعلق اور نیکیوں میں بڑھنے کا بھی باعث بنیں گی۔ نوجوانوں سے بھی میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ جو اپنے ہوش و حواس کی عمر میں ہیں۔ جماعت سے اپنے تعلق کو مزید پختہ کریں۔ اپنے نمونے قائم کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کریں۔ اگر برائی کسی میں دیکھتے ہیں تو اس پر اعتراض شروع کر کے اس پر ٹھوکر نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ اس معاشرے میں جہاں قدم قدم پر گند اور بے حیائی ہے اپنے آپ کو اس سے بچائیں۔ اللہ کے حضور جھکنے والے بنیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے بنیں۔ کیونکہ یہی چیز ہے جس سے آپ کا خدا تعالیٰ سے مزید پختہ تعلق پیدا ہوگا۔ مزید مضبوط تعلق پیدا ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے گا تو پھر نیکیوں میں قدم آگے بڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا مزید فہم اور ادراک پیدا ہوگا۔ ایمان میں مزید ترقی ہوگی۔

صرف اس بات پر ہمیں خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان لیا ہے اور بس کافی ہے۔ یہ تو ماننے کے بعد ایک پہلا قدم ہے۔ ایمان میں ترقی ہوگی تو مومن کہلائیں گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی بعض ان پڑھ جاہل لوگوں کو یہ جواب دیا تھا کہ ٹھیک ہے تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا اور تم مسلمان ہو گئے

لیکن ایمان کے اعلیٰ معیار تمہیں حاصل نہیں ہوئے۔ ابھی بہت گنجائش ہے۔ یکے مومن تب کہلاؤ گے جب ایمان میں ترقی کرو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے پہلے دن بھی ان بدوؤں پر بہت اثر ڈالا لیکن تب بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابھی بہت گنجائش ہے۔ تو آجکل تو اور بھی زیادہ گنجائش ہے جیسا کہ اللہ میاں قرآن کریم میں اعراب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ (الحجرات: 15) بادیہ نشین یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں پوری طرح داخل نہیں ہوا۔

پس نئے احمدی ہوں یا پرانے، بوڑھے ہوں یا نوجوان، یاد رکھیں کہ کامل مومن صرف مان لینے سے نہیں بن جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بھی عمل کرنا ہوگا کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة: 149) پس یہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہی ہے جو ایمان میں مضبوطی پیدا کرتا ہے اور جب ایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے تو پھر ایک مومن مال اور جان کی قربانی میں بھی دریغ نہیں کرتا۔ اور یہ طاقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس کا عبد بننے سے ہی حاصل ہوتا ہے، اس کا بندہ بننے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے اور پھر لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے اور پھر اپنا مال بطور زکوٰۃ دینے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں جو اس کو کسی قدر مضبوط کرتی ہیں اور پھر شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر اپنے عہد اور امانتوں کی تمام شاخوں کی محافظت کرنے سے درخت ایمان کا اپنے مضبوط تنا پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر پھل لانے کے وقت ایک اور طاقت کا فیضان اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس طاقت سے پہلے نہ درخت کو پھل لگ سکتا ہے نہ پھول۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209 حاشیہ)

تو فرمایا کہ جب تک عاجزی پیدا نہیں ہوگی، نفس کی قربانی کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک ایمان نہیں بڑھ سکتا۔ پس یہ عاجزی اور نفس کی قربانی ہے اگر پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دل میں، دل کی زمین پہ ایمان کا بیج بویا گیا ہے۔ اس لئے اپنے اندر ایمان پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے عاجزی کو اپنے اندر جگہ دو۔ پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اپنے اندر عاجزی اور نفس کی قربانی پیدا کریں گے تو تب ایمان میں ترقی کرنے کے لئے دل کی زمین تیار ہوگی،۔

پھر فرمایا کہ لغو باتیں ہیں۔ اس میں کھیل کود بھی ہیں، جیسا کہ پہلے میں بتا آیا ہوں ایسے کھیل بھی ہیں جو عبادتوں سے روکنے والے ہیں۔ پھر یہ لغویات ہیں جو جھوٹی اناؤں اور عزتوں کی طرف لے جانے والی ہیں۔ پھر اس قسم کی اور لغویات ہیں جو مختلف قسم کی برائیاں ہیں۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ عاجزی اختیار کرو تو ایمان دل میں جگہ پائے گا۔ پھر لغو اور بیہودہ باتوں کو ترک کرو۔ لوگوں کے حقوق مارنے سے بچو۔ تو ایمان کا یہ بیج جو عاجزی اختیار کرنے سے، بے نفسی کی وجہ سے تمہارے دل میں آ گیا تھا یہ پھر پھوٹنا شروع ہو جائے گا۔ اور جس طرح کھیت میں جب بیج باہر نکلتا ہے، یہاں بھی آپ نے دیکھا ہوگا، فصلیں لگتی ہیں تو تھوڑی تھوڑی ہریالی نظر آنی شروع ہو جاتی ہے۔ زمین پر مٹی اور ہریالی دونوں نظر آرہی ہوتی ہیں۔ تو اس عاجزی کا بیج جو دل کی زمین پر ایمان کی مضبوطی کے لئے لگایا گیا ہے تب اگنا شروع ہوگا جب تم ہر قسم کی لغویات سے بھی بچو گے، تم تمام قسم کی برائیوں کو بھی چھوڑو گے۔ لیکن ابھی نرم حالت میں ہوگا۔ اس نے پوری طرح زمین کو ڈھانکا بھی نہیں ہوگا۔ چلنے والے کے پاؤں تلے آ کے کچلا بھی جاسکتا ہے۔ شیطان کے حملوں سے بھی وہ کچلا جاسکتا ہے۔ اپنی اناؤں اور جھوٹی غیرتوں کے نیچے کچلا جاسکتا ہے۔ پھر آگے فرمایا کہ جب زکوٰۃ دو گے۔ مالی قربانی کرو گے اور اپنے پاک مال سے، حلال ذریعہ سے کمائے ہوئے مال سے زکوٰۃ دو گے۔ یہ نہیں کہ مالی دباؤ سے مجبور ہو کر شراب بیچنے یا اس قسم کے جو دوسرے کاروبار ہیں ان میں پڑ جاؤ۔ ایسے مال پر اگر تم چندہ دو گے تو اس سے مال پاک نہیں ہو سکتا۔ زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ پاکیزہ مال اور مال کو پاک کرنے کے لئے، تمہاری روحانیت کو

پاک کرنے کے لئے مال کی قربانی۔ جیسا کہ بعض غیر احمدیوں میں رواج ہے، اپنے کاروبار ناجائز طور پر کرتے ہیں۔ لوگوں کو لوٹتے ہیں یا گھٹیا سودا بیچتے ہیں یا کوالٹی اچھی نہیں ہوتی یا شراب بیچنے والے ہیں اور پھر حج پر جا کر یا تھوڑا بہت صدقہ و دقہ کر کے سمجھتے ہیں کہ بہت نیک کام کر لیا اور اسی طرح واپس آ کر پھر وہی پرانے دھوکے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے حج اور ایسے صدقے کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ جو مستقل صاف کرنے والے نہ ہوں یا حرام ذریعہ سے کمائے ہوئے مال سے ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو پاک مال چاہئے تاکہ تمہارا تزکیہ ہو۔ اور جب اس پاک مال سے تزکیہ نفس بھی ہوگا اور یہ ان پہلی دو قسم کی نیکیوں میں بھی شامل ہو جائے گا۔ مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی تو پھر وہ ایمان کا پودا بڑھتا ہے اور پھر اس کی ٹہنیاں نکلی شروع ہو جاتی ہیں پھر وہ نرم پودا نہیں رہتا۔ پس ایمان کے پودے کی بڑھوتری کے لئے پاک مال سے کی گئی مالی قربانی بھی ضروری ہے۔ پھر شہوات نفسانیہ ہیں۔ ان کو کنٹرول کرنا ہے۔ ان ملکوں میں آزادی کی وجہ سے بہت سی بیہودگیاں ہیں۔ جگہ جگہ پر غلطیتیں ہیں، نفسانی خواہشات ہیں، جن میں پڑ کر انسان اپنے اندر اپنے ایمان کے پودے کو کمزور کرنے والا بن جاتا ہے۔

پس یہ ایمان کی نرم ٹہنیاں بھی اس وقت مضبوط ہوں گی جب اپنے نفس پر کسی برائی کو غالب نہیں آنے دو گے۔ اور جب یہ چیز حاصل کر لو گے تو ایمان میں مزید مضبوطی پیدا ہوگی اور پھر اگلا قدم یہ ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے تمہارے جتنے بھی عہد ہیں ان کی حفاظت کرو۔ جتنی امانتیں ہیں ان کی حفاظت کرو۔ ہر احمدی کا بہت بڑا عہد اس زمانے کے امام کے ساتھ ہے، ان کو مان کر ہے۔ جو عہد بیعت آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کیا وہ ان دس شرائط بیعت کی پابندی کر رہا ہے؟ ہر احمدی خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتا ہے کہ اے خدا! میں تیری تعلیم کو بھلا بیٹھا تھا لیکن اب مسیح موعود کے ہاتھ پر عہد کرتا ہوں کہ میرے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما آئندہ انشاء اللہ میں اس عہد پر قائم رہوں گا۔

پھر عہد یداروں کے عہد ہیں۔ ان کے سپرد امانتیں ہیں۔ وہ جائزے لیں کہ کہاں تک وہ اپنے عہد اور اپنی امانتیں پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔ ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جائزہ لیں

کہ اپنے کام، اپنے فرائض کا حق ادا نہ کر کے وہ کہیں گناہگار تو نہیں ہو رہے۔ وہ اپنے ایمانوں میں ترقی کرنے کی بجائے، ایمانی پودے کی حفاظت اور آبیاری کی بجائے اس کو سکھا تو نہیں رہے۔ کیونکہ ایمان کی مضبوطی کے لئے ہر پہلو پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے جائزہ لیں کہ کوئی پہلو ایسا تو نہیں رہ گیا جس سے میرا ایمان وہیں رک گیا ہو۔ مجھے تو حکم ہے کہ تم نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے۔ جہاں نیکیوں میں ترقی رکی وہاں ایمان کی ترقی بھی کر جائے گی۔ غرض یہ عہد اور امانتیں اس قدر ہیں کہ جس کی انتہا نہیں ہے۔ ایک عہد سے دوسرا عہد سامنے آتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک امانت کی ادائیگی کے بعد دوسری امانت کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ چاہے وہ ایک عام احمدی کی طرف سے ہو، عہدیداروں کی طرف سے ہو یا کسی ذمہ دار کی طرف سے ہو۔ اور یہیں پر بس نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو تم نے ایمان کے درخت کو مضبوط کیا ہے اس پر بھی ابھی پھل نہیں لگے گا جس سے تم بھی فیض پاسکو اور دوسرے بھی فیض اٹھائیں۔ اس کے لئے اور طاقتیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ غرض یہ ایک مسلسل عمل ہے جس کو تا زندگی جاری رکھنا ہوگا۔ اور جب ان نیکیوں میں اور ایمان کو مضبوط کرنے کی کوشش میں باقاعدگی آجائے گی پھر ایمان ایسی حالت میں پہنچ جائے گا کہ جب ہر فعل خود بخود خدا کی رضا حاصل کرنے والا فعل ہوگا۔ پس ہر احمدی کو اپنے ہر فعل سے خدا کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب یہ صورت ہو جائے گی تو اپنے ماحول پر بھی آپ پہلے سے بہت بڑھ کر اثر انداز ہو رہے ہوں گے۔ اور احمدیت اور حقیقی اسلام کے پیغام کو لوگوں کی ہمدردی اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے پھیلا رہے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آپ اس طرف توجہ کریں۔ اپنی ایمانی حالت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں اور دنیا کو بھی احمدیت کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرنے والے ہوں۔ اور آپ کی زندگی بھی پھل لانے والی زندگی بن جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائے نہیں جاتے

تھے دوبارہ اسے قائم کرے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213`214 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ کی معرفت جو دنیا میں ختم ہوگئی دوبارہ لے کے آئے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

”سوائے وہ تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو (جو اپنے آپ کو میری جماعت میں شامل سمجھتے ہو) آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سوائے نبیؐ و پیغمبرؑ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ

سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔“ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

نیکی کے ادا کرنے کے جو لوازمات ہیں، باتیں ہیں ان کو پوری طرح ادا کرنا چاہئے۔ اور بدی سے بیزاری ہونی چاہئے۔ اس طرف توجہ ہی نہیں پیدا ہونی چاہئے۔ پس یہ تقویٰ ہی ہے جو ایمان کو بڑھاتا ہے۔ آپ لوگ ہمیشہ، جیسا کہ میں نے کہا، اپنے جائزے لیتے رہیں۔ اگر ہم خود ہی اپنے جائزے لیتے رہیں اور تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے یہ جائزے لیں تو کمزوریاں بھی سامنے آئیں گی اور اصلاح کی توفیق بھی ملے گی۔ اللہ ہم سب کو اپنی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے اور اس کی رضا حاصل کرتے ہوئے ہم نیکیوں میں قدم بڑھانے والے ہوں۔ (آمین)

